Ismat Chughtai aur unki Afsana Nigari

B.A Urdu (Hons) Part-iii Paper-vii

Lecture-1

اردو افسانے میں سب سے توانا روایت پریم چند کی ہے۔ جس نے براہ راست اردو اور بالواسطہ اردو افسانہ نگاروں کو متاثر کیا۔ اس سے انحراف ''انگارے'' کی اشاعت سے ہوتا ہے۔ ''انگارے کے افسانوں میں سماج کے مروجہ نظام اخلاق اور سماجی رویوں کے خلاف بغاوت کا اعلان تھا۔ انگارے کے افسانے نئی نسل کے جذبات کے ترجمان تھے۔ یوں تو تمام طرح کی ناانصافیوں کے خلاف اعلان تھا۔ مگر اس گروہ میں ایک خاتون افسانہ نگار بھی شامل تھیں ڈاکٹر رشید جہان۔ رشید جہاں نے خاص طور سے عورت کے سماجی حالت کو اپنے افسانوں میں پیش کیا۔ مرد اور عورت کے لئے جو الگ الگ ضابطہ اخلاق تھے اس کی مخالفت کی۔ آزادی نسواں اور تعلیم کی حمایت کی۔ مردوں کے برابر اسکی حیثیت پر زور دیا۔ رشید جہاں نے اردو افسانے میں بغاوت کی جو آواز اٹھائی تھی۔ اس کا سب سے زیادہ اثر عصمت چغتائی نے قبول کیا۔

عصمت کا کنٹریبیوشن یہ ہے کہ انہوں نے رقت انگیز بیان سے اردو افسانے کو نکالا اور حالات کے خلاف بغاوت کرنے کی

راہ دکھائی اور انہوں نے عورت کی زندگی اور اس کے مسائل بالخصوص جنسی اور نفسیاتی موضوعات کو جرأت مندی اور بے باکی سے پیش کرنے کی طرح ڈالی۔ جیسا کہ قرۃالعین حیدر نے کہا ہے کہ '' عصمت چغتائی نے اردو افسانوں اور ناولوں میں جرأت و بے باکی ایک نئی مثال قائم کی۔ ان کی شعلہ بار تحریروں نے ان لکھنے والیوں کو پس پشت ڈال دیا جن کا انداز رومانی تھا اور جو دبے دبے الفاظ میں اپنی بات کہتی تھیں۔ ادب میں ان کی جگہ باغیانہ سماجی حقیقت پسندی نے لے لی۔ قرۃالعین حیدر کے اس بیان کے نتیجہ میں کہہ سکتے ہیں کہ عہد حاضر کی لکھنے والیوں میں بیباکی کی روح پھونک لی۔

عصمت سے اسلام آباد کے نیشنل سینٹر میں جب یہ سوال کیا گیا کہ آپ کا نظریہ حیات یا نظریہ فن کیا ہے۔ تو انھوں نے جو ابا جو کچھ کہا اس کو سامنے رکھ کر ان کی تحریروں کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے تبھی ہم انکی تحریروں کے ساتھ انصاف کر سکتے ہیں ان کا جواب تھا کہ میرا نظریۂ فن تو یہی ہے کہ میں اپنے معاشرہ میں ہونے والے ایسے تمام واقعات کو اپنی تخلیقات کا موضوع بناؤں جن میں استحصالی طبقہ کسی بھی انسان بالخصوص عورتوں پر ظلم روا رکھتا ہو۔ اور نا محسوس طریقہ سے مذہب یا ریت رواج کا سہارا لے کر ان کا استحصال کرتا ہو۔

عصمت کی تحریروں میں جو بغاوت کے سر سنائی پڑتے ہیں وہ یوں ہی نہیں۔ بلکہ ان کی خانگی زندگی اور پھر آس پاس کے ماحول کی محرومیوں سے ابھرا تھا۔ عصمت چغتائی اپنے والدین کی دسویں اولاد تھیں۔ عصمت کو اپنی یتیمی کا احساس، گھر میں بھیچوں کی بہتات، ممتا سے محرومی اور بڑی بہنوں کے رعب اور دبدبے نے انہیں نافران، ضدی اور ایک حد تک بے درد بنا دیا۔

عصمت جس ماحول میں پروان چڑھیں اس ماحول سے پیدا ہونیوالی جھنجھلاہٹ اور باغیانہ پن کا انداز بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ ضد اور بغاوت کی جڑیں محرومیوں میں پنپتی ہیں اور عصمت کی پوری زندگی اس سچائی کی آئینہ دار ہے۔۔ وہ لکھتی ہیں:

''شرم و حیا جو عام طور پر درمیانہ طبقہ کی لازمی صفت سمجھی جاتی ہے۔ پنپ نہ سکی چھوٹی سی عمر سے دوپٹہ اوڑھنا، جھک کر سلام کرنا، شادی بیاہ کے ذکر پر شرمانے کی عادت، بھائیوں نے چھیڑ چھاڑ کر پڑنے ہی نا دی''۔ عصمت گھر کے کاموں سے کوسوں دور بھاگتی تھیں، وہ لکھتی ہیں: ''ابا نے بلا کر مجھ سے پوچھا تم کھانا پکانا کیوں نہیں سیکھتیں۔ میں نے کہا مجھے اچھا نہیں لگتا۔ میں تو اسکول جاؤں گی اور اگر نہیں بھیجو گے تو بھاگ کر عیسائی بن جاؤں گی''۔ لکھنو کالج میں داخلہ لینے کے لئے عصمت کو چار روز بھوک ہڑتال کرنی پڑی تھی۔ تب اس ضدی بیٹی کے آگے باپ نے ہتھیار ڈال دیئے تھے۔

Dr. H M Imran

Deptt. of Urdu, S S College, Jehanabad

Email: imran305@gmail.com